بنارس سنی کانفرنس کی حقیقت

اکابرین بریلویت اور تحریک پاکستان

(گذشتہ سے پیوستہ)

مولانا عبدالعظیم انصاری۔ قصور

"بنارس سنی کانفرنس" کی بھی حقیقت صرف اتنی ہے کہ ۱۹۴۵ء میں جب مسلم لیگ کو انتہائی عروج حاصل ہوا اور پاکستان کی منزل قریب نظر آنے لگی تو انہیں اپنے گھناؤنے کردار کے پیش نظر پاکستان میں اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا کہ پاکستان' مسلم لیگ اور قائداعظم کے خلاف جو ریشہ دوانیاں کرتے رہے ہیں ان کی وجہ سے طعن و تشنیع کا ہدف بنیں گے اس لئے وقتی مصلحت کی بنا پر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی حمایت شروع کر دی اور ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو سنی کانفرنس کا بنارس میں ڈھونگ رچایا تاکہ انگلی پر لہو لگا کر شہیدوں میں نام لکھا دیں ورنہ ان کی زبان اور قلم سے کوئی شخصیت محفوظ نہیں رہی جس نے دین کی حمایت قرآن و سنت کی اشاعت اور اسلامی احکام کی صحیح تعبیر عوام کے سامنے پیش کی سید احمد شہید' شاہ اسماعیل اور مجاہدین تحریک بالاکوٹ کے تو یہ لوگ ازلی دشمن ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے خلاف جب بھی موقعہ ملتا ہے ہرزہ سرائی' بہتان طرازی اور الزام تراشی کرتے رہتے ہیں۔

شاہ حسین گردیزی نے بھی اپنے پیر و مرشد "اعلیٰ حضرت بریلوی" کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے اور شہیدوں کی تذلیل میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

سید صاحبؒ کی تحریک جہاد انگریز کے خلاف تھی

شاہ حسین گردیزی نے اپنی خانہ ساز کتاب "حقائق تحریک بالاکوٹ" میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ سید احمد شہید کی تحریک انگریزوں کے خلاف نہیں تھی بلکہ ان کے ایماء اور اشارے پر ہی سرحدی مسلمانوں کے خلاف اقدام کیا گیا کیونکہ سید احمد شہید انگریز کے "پٹھو" تھے۔

انگریز کی حمائت میں بریلوی کردار

سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ کو انگریز کا "پٹھو" کہنے والے ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر

دیکھیں کہ جو الزام وہ سید شہید'' ان کی جماعت مجاہدین اور علمائے حق پر لگا رہے ہیں کہیں اس میں خود ہی تو ملوث نہیں۔

تاریخی حقائق سے یہ چیز صاف واضح ہے کہ یہ ''سنی'' حضرات جو بعد میں بریلوی کہلائے انگریز کے اشاروں پر ناچتے رہے۔ اس کی حمائت کا دم بھرتے رہے۔ اس کی مدح سرائی اور ثناخوانی میں رطب اللسان رہے۔

تحریک آزادی ۱۸۵۷ء سے لے کر قیام پاکستان ۱۹۴۷ء تک یہ لوگ انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔

۱۸۵۷ء میں اور اس کے بعد مجاہدین آزادی کی جاسوسی اور مخبری کر کے ان ''سنی'' حضرات نے سینکڑوں آزادی کے پروانوں کو دار پر کھنچوایا اور اس کے صلے میں جائدادیں جاگیریں' خطابات اور دیگر مراعات حاصل کیں۔

ایسے بدبخت اور ملک و ملت کے دشمن اور بدخواہوں کی فہرست طویل ہے میں اختصار سے ان غداران قوم اور دشمنان دین و وطن کے نام درج کرتا ہوں۔ جنہوں نے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ملک و قوم سے غداری کر کے ملکی آزادی کے بجائے انگریز کی غلامی کو ترجیح دی۔

انگریز کے جاسوس اور بہی خواہ

تحریک آزادی ۱۸۵۷ء میں جب ظالم انگریز محبان وطن اور شمع آزادی کے پروانوں کو ضبطی جائداد' پھانسی اور عبور دریائے شور کی سزائیں دے رہا تھا' ہندوستانیوں کی عزت و آبرو لوٹی جا رہی تھی' سڑکوں اور چوراہوں میں انہیں پھانسیوں پر لٹکایا جا رہا تھا تو یہ ''سنی'' صاحبان اپنے انگریز آقا اور ولی نعمت کی رضاجوئی کی خاطر ملک و ملت کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ یہ بدبخت لوگ ہر علاقے میں موجود تھے جو انگریز کے لئے سراغ رسانی' جاسوسی اور مخبری کر کے اپنے ہی بھائیوں اور ہم وطنوں کو تختہ دار تک پہنچاتے رہے۔

ان میں سے چند اہم لوگ یہ ہیں۔

مرزا الٰہی بخش (بادشاہ کا چچا اور سمدھی) مولوی رجب علی۔ حکیم احسن اللہ خاں' نواب احمد علی خاں' مولوی محمد علی نگینوی' ملک صاحب خاں ٹوانہ' صادق محمد خاں' مراد خاں گردیزی' ملک جہاں خاں' شاہ محمود' سرفراز خاں کھرل' غلام قادر' بڈھا خاں' مظفر خاں' ملک شیر خاں' ملک جہان خاں' تفضل حسین' علی رضا خاں قزلباش' شیر محمد خاں (تذکرہ روسائے پنجاب)

ان لوگوں کو وطن سے غداری اور انگریز سے وفاداری کے صلے میں بڑی بڑی جاگیریں

جائدادیں' عہدے' معافی' پنشن' سردار بہادر' خاں بہاد اور نوابی کے خطابات ملے (۱۸۵۷ میاں محمد شفیع ص ۳۲۵)

رضائی امت اور بریلوی ملت ان کے بارے میں کیا فرماتی ہے کہ یہ سنی تھے یا دہابی اس کے علاوہ شیر میسور سلطان شہید کے ساتھ کن لوگوں نے غداری کی وہ بھی تو سنی ہی تھے یہ غزن خاں کون تھا جس نے مجاہدین کی جاسوسی کی اور اس کی وجہ سے علمائے صادق پور' مولانا جعفر تھانیسری اور دیگر بزرگوں کی جائدادیں ضبط کر کے انہیں کالے پانی اور پھانسی کے پھندے تک پہنچایا کیا یہ غدار اور مخبروہابی تھے؟ نہیں آپ ہی کے بھائی "سنی" تھے۔ انگریز کی کاسہ لیسی کرنے والے کس منہ سے کہتے ہیں کہ سید احمد شہید انگریز کے پٹھو تھے۔

انگریز کے دشمن

اب ذرا اس فہرست پر بھی نظرڈالیں جنھوں نے انگریزی غلامی اور وفاداری پر حب الوطنی اور حمیت اسلامی کو ترجیح دی اور بے سروسامانی کی حالت میں بھی انگریز سے ٹکرلی اور اس سے برسرپیکار رہے چند اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیں۔

خاں بہادر خاں' محمود خاں' جنرل بخت خاں' مولوی رحمت اللہ شہید' عظیم اللہ' مولوی احمد اللہ شہید' نواب عبدالرحمٰن خاں والی جھجھر۔ یہ بھی فہرست طویل ہے اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند نام لکھے جا رہے ہیں ان کے بارے میں میاں محمد شفیع اپنی مایہ ناز تصنیف ۱۸۵۷ء کے صفحہ ۳۲۱ پر رقمطراز ہیں۔

> ملک و ملت کو بچانے کے لئے خفیہ انجمنیں قائم کیں اور آباء واجداد کی تلواریں جو دیر سے دیواروں پر لٹک رہی تھیں سونت کر میدان میں آگئے "یہ وہابی مولوی تھے"
>
> (مولوی احمد اللہ شہید)
>
> ورنہ باقی یا تو بزرگان دین کو خدا بنانے پر لگے ہوئے تھے یا فانی دنیا پر تھوک کر "اللہ ہو" کی دلچسپ' پرسکون اور لذت بھری ضربوں پر غش ہو چکے تھے۔

۱۸۵۷ء جنگ آزادی میں وہابی کردار

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جن علمائے دین نے حصہ لیا ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا تعلق "وہابیوں" سے تھا اور سید احمد شہید کی تحریک جہاد سے ان کا گہرا رشتہ تھا۔ بخت خاں اور اس کے ساتھی بھی "وہابیت" سے منسلک تھے

چنانچہ مولوی ذکاء اللہ رقمطراز ہیں۔

"دہلی میں جب باغی سپاہ کے افسر اعلیٰ بخت خاں و غوث محمد خاں و مولوی امام خاں رسالدار جمع ہوئے اور ان کے ساتھ مولوی عبدالغفار اور مولوی سرفراز علی آئے تو پھر وہابیوں کا اجتماع دہلی میں شروع ہوا۔ اور مولوی سرفراز علی جہادیوں کا امیر لشکر اور بخت خاں اس کا معاون ہوا۔"

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص ۴۰۸ بحوالہ فقہائے پاک و ہند جلد اول ص ۴۵)

(غدر کے چند علما' انتظام اللہ شہابی)

مولانا غلام رسول مہر اپنی کتاب ۱۸۵۷ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس ہنگامے میں وہابیوں نے بھی نمایاں حصہ لیا اور نہ صرف ٹونک سے بلکہ ہر جگہ سے آئے "بخت خاں خود وہابی تھا" اس کے علاوہ محمد شفیع رسال دار' مولوی امام خاں رسال دار' سرفراز علی جسے بخت خاں نے غازیوں کا سالار بنایا۔ انہوں نے فتویٰ بھی چھاپا کہ مسلمان مذہبی جنگ کے لئے میدان میں آجائیں۔

ہے پور' بھوپال' جھانسی' حصار وغیرہ سے بھی "وہابی" آئے (ص ۲۰۵)

دوسری جگہ یہ لفظ بھی ہیں

"بخت خاں کی آمد پر وہابی شامل ہوئے"۔ (ص ۱۲۳)

شاہ حسین گردیزی صاحب! تاریخ کے آئینے میں اپنے سنی بزرگوں کی چہرے کی کالک بھی ملاحظہ کریں اور سید احمد شہید اور ان کی جماعت کے وہابی مجاہدین کی سرفروشی اور ملک و ملت کے لئے ان کی قربانیاں بھی دیکھ لیں اور خود فیصلہ کریں کہ انگریز کے پٹھو کون تھے۔

انگریز نے لفظ وہابی کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا اور جماعت مجاہدین اور سید احمد شہید کے ساتھیوں کو وہابی کہہ کر بدنام کیا۔

انگریز کے نزدیک وہابی باغی کے مترادف تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لینے والوں کو بھی وہابی کہا گیا۔ دیکھئے انگریز مورخ ہنٹر کی "ہمارے ہندوستانی مسلمان" اور جن لوگوں پر اس کے بعد مقدمے چلائے گئے اور انہیں باغی قرار دے کر پھانسی دیا گیا یا کالے پانی بھیجا گیا۔ انہیں بھی وہابی قرار دیا گیا۔

جن مجاہدین کا ذکر گیا ہے تاریخ میں ان کے علیحدہ علیحدہ حالات پڑھئے تاکہ ان کی شخصیت اور ان کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے کہ یہ کون تھے وہابی یا سنی۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

بریلویوں کے امام اور پیشوا احمد رضاخاں جنہیں یہ لوگ "اعلیٰ حضرت" اور "مجدد مائۃ حاضرہ" کا خطاب دیتے ہیں جو ان کے مذہب کا بانی ہے اب ہم ان کی انگریز دوستی اس کی حمائت اور وفاداری کا ذکر کرتے ہیں تاکہ یہ بھرم کھل جائے کہ انگریز کا پٹھو کون ہے سید احمد شہیدؒ یا ان کے اعلیٰ حضرت!

یہ خاندان انگریزوں کا ہمیشہ وفادار رہا ہے۔ انگریزوں کے ہاں اس خاندان کی بڑی قدرومنزلت تھی۔ "سوانح اعلیٰ حضرت" کا مصنف لکھتا ہے

"مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا۔ مولانا رضا علی خاں اس زمانے میں بریلی کے محلّہ ذخیرہ میں قیام فرما تھے۔ شہر کے بڑے بڑے بااثر لوگوں نے گھروں کو خیرباد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے۔ مولانا نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی نہ چھوڑی"

بریلی کیوں چھوڑتے؟ وہ تو انگریز کے حلیف تھے انہیں کیا خطرہ تھا؟

مولانا رضا علی مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے دادا تھے۔ ۱۸۵۷ء میں بالکل محفوظ رہے۔ خراش تک نہ آئی۔ مولوی احمد رضا خاں بھی ہمیشہ انگریز کے مدح خواں رہے اور جب انگریز سارے ہندوستان پر قابض ہو گیا اور حق گو علماء نے اسے "دارالحرب" قرار دیا تو خاں صاحب نے ہندوستان کے "دارالاسلام" ہونے کا فتویٰ صادر کیا

ملاحظہ فرمائیں۔

"ہمارے امام اعظم کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہرگز دارالحرب نہیں۔ دارالاسلام کے دارالحرب ہو جانے میں جو باتیں درکار ہیں۔ بحمداللہ یہاں قطعاً موجود نہیں۔ اہل اسلام اپنے معاملات میں آزاد ہیں اور حکام انگریزی بھی علماء سے فتویٰ لے کر عمل اور حکم کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہوا"

(اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ص ۳۲)

کیا اب بھی کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی ہے کہ خاں صاحب انگریز کے حمائتی نہیں تھے ان سے تو انگریز فتویٰ لے کر حکم اور عمل کرتا تھا۔

مزید دیکھئے خاں صاحب فرماتے ہیں۔

حکومت برطانیہ مسلمانان ہندوستان کے واسطے رحمت خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے

اس حکومت نے یہاں کے تمام فرقوں میں امن پیدا کر کے ان پر احسان عظیم کیا ہے لہٰذا اس کے خلاف جہاد و قتال کس طرح جائز ہے؟

(رسالہ الامارۃ والجہاد احمد رضا خاں)

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ خاں صاحب نے تو قصہ ہی پاک کر دیا اور گردیزی جیسے مصنفوں کا ناطقہ بند کر دیا کہ تم خواہ مخواہ سید احمد شہید کو مطعون کر رہے ہو وہ انگریز کے پٹھو کب تھے بہت بڑا "پٹھو" تو انگریز کا میں ہوں۔

ہندوستان میں جہاد فرض نہیں

خاں صاحب کا یہ بھی فتویٰ ہے کہ چونکہ انگریزی حکومت میں مسلمان امن و امان سے رہ رہے ہیں اس لئے یہ دارالاسلام ہے اور یہاں جہاد و قتال فرض نہیں

چنانچہ فرماتے ہیں۔

"مسلمانان ہند پر جہاد و قتال نہیں"

(دوام العیش' کتاب احکام الامارہ والجہاد ص ۱۴)

دوام العیش اور کتاب احکام الامارہ والجہاد یہ دونوں کتابیں خاں صاحب نے صرف یہ بات ثابت کرنے کے لئے لکھیں کہ ہندوستان دارالاسلام ہے یہاں جہاد کا حکم نہیں اور انگریز کی حمائت ضروری ہے۔

ایک شعر میں خاں صاحب انگریز کی اس طرح حمائت فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(حدائق بخشش جلد ا ص ۹۴)

مولوی احمد رضا خاں کے اس بیان کے بعد کہ

"حکومت برطانیہ مسلمانان ہندوستان کے واسطے رحمت خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے"

(رسالہ امارہ والجہاد)

کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ انگریز کے حامی' تابع فرمان' پٹھو یا خیر خواہ نہیں تھے

مولانا ظفر علیؒ کو اسی لئے کہنا پڑا

جو حریف اسلام کا ہو آپ ہیں اس کے حلیف
اس کے دشمن آپ ہیں جو ہو نصاریٰ کے خلاف
ہم مٹا دیں گے زمانے میں نشان اسلام کا
بندہ پرور کہہ نہیں دیتے یہی کیوں صاف صاف